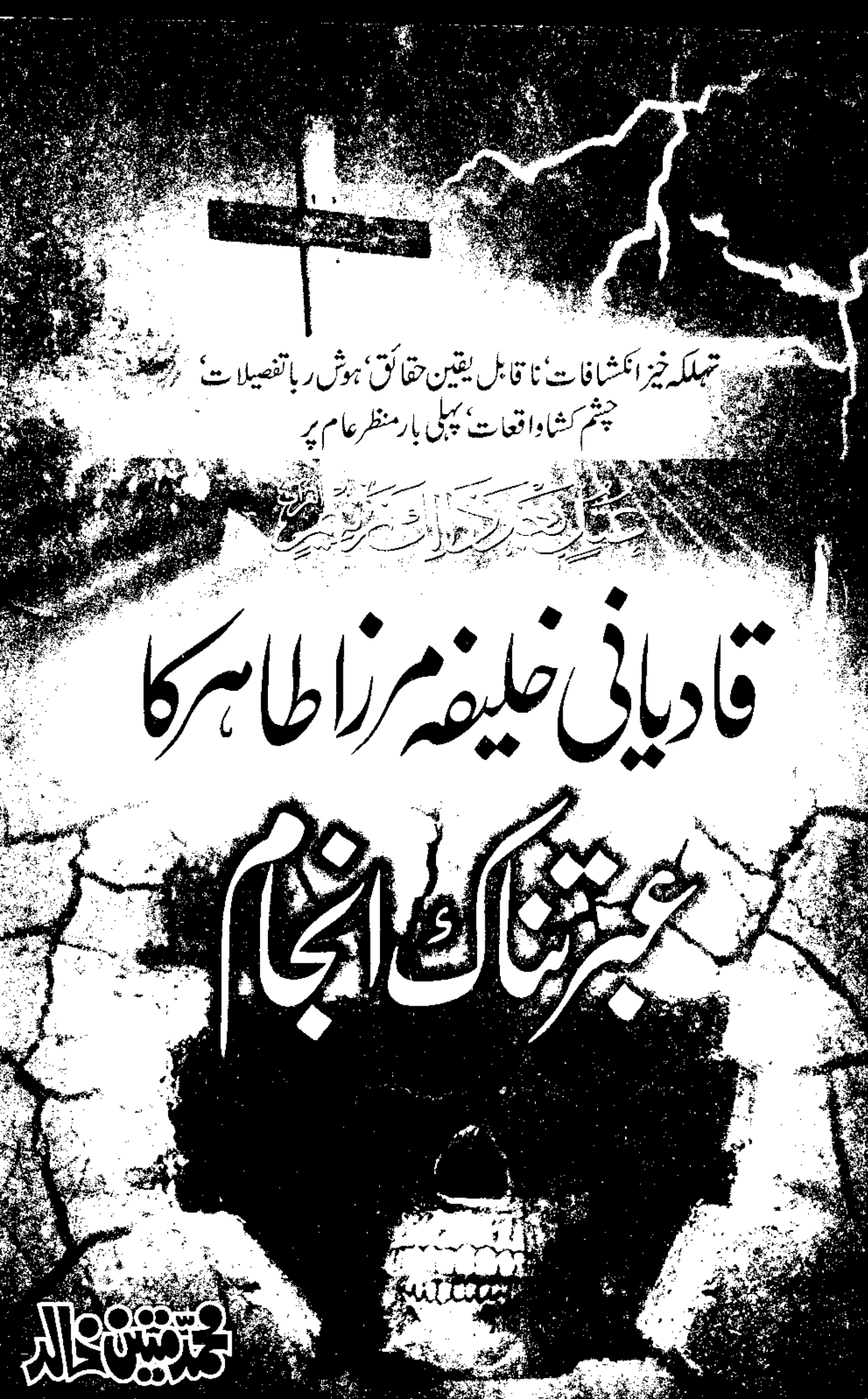
تہلکہ خیز انکشافات، ناقابل یقین حقائق، ہوش ربا تفصیلات،
چشم کشا واقعات، پہلی بار منظر عام پر
قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کا
عبرتناک انجام
محمد متین خالد

8 جون 1982ء کو اسلام آباد میں قادیانی جماعت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر کی عبرتناک اور حسرتناک موت کے بعد مرزا طاہر قبضہ گروپ کے سرغنہ کی حیثیت سے قادیانی جماعت کا چوتھا خلیفہ بنا۔ مرزا طاہر چونکہ سیاسی ذہن رکھتا تھا، اس لیے اس نے قادیانی جماعت کو پاکستان کی سیاست میں براہ راست ملوث کیا تا کہ کلیدی عہدوں پر قبضہ کیا جائے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ قادیانی جماعت نے جس سیاسی جماعت کی دامے، درمے، قدمے، سخنے مدد اور حمایت کی، اسی جماعت نے پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کی رو سے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ حالیہ برسوں میں قادیانی جماعت نے جنرل پرویز مشرف کے صدارتی ریفرنڈم میں بھرپور حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ قادیانیوں نے اس ریفرنڈم میں کروڑوں روپے خرچ کیے۔ ہر قادیانی اپنے خلیفہ کی ہدایت پر اس صدارتی ریفرنڈم کو جماعتی مشن سمجھ کر اس کی کامیابی کے لیے سرگرم کارکن کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔ اس کا فائدہ کیا ہوا؟ صرف اتنا کہ ووٹر لسٹ میں سے ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ نکال دیا گیا۔ لیکن اسے صرف ایک ماہ کی عارضی زندگی ملی۔ 29 مئی 2002ء کو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے لاہور میں ایک ہنگامی اور اہم اجلاس منعقد کیا جس میں متفقہ طور پر حکومت کو 6 جون 2002ء تک کی مہلت دی کہ ووٹر فارم میں ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ شامل کیا جائے ورنہ 1953ء جیسی تحفظ ختم نبوت تحریک چلائی جائے گی۔ اس الٹی میٹم سے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔ حکومتی مشینری فوراً حرکت میں آئی اور اس سے اگلے دن 30 مئی 2002ء کو ملک کے تمام اخبارات میں یہ خبر آ گئی کہ حکومت پاکستان نے فوری طور پر الیکشن کمیشن کو یہ حکم جاری کر دیا ہے کہ مذکورہ حلف نامہ کو پھر سے ووٹر لسٹ میں شامل کرلیا جائے۔ اسی طرح سیرت کانفرنس کے موقع پر صدر پرویز مشرف نے دوٹوک اعلان کیا کہ ’’منکرین ختم نبوت (قادیانی)

دائرہ اسلام سے خارج ہیں' ' ان حکومتی اقدامات سے قادیانیوں کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ ایک بار پھر ذلت کی گہرائی میں منہ کے بل جا گرے۔ مرزا طاہر کی احمقانہ سیاست گری اور بچگانہ فیصلوں کے نتیجہ میں قادیانیوں کو شرمندگی اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ 26 اپریل 1984ء کو ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے روک دیا گیا۔ اس پر مرزا طاہر نے پوری قادیانی جماعت کو حکم دیا کہ وہ اسلامی شعائر کا بھرپور استعمال کر کے صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی کریں۔ اس پر مرزا طاہر کے خلاف آئین و قانون کی خلاف ورزی پر مقدمہ درج کرلیا گیا۔ مرزا طاہر گرفتاری کے ڈر سے رات کے اندھیرے میں برقع پہن کر بیرون ملک فرار ہوگیا اور وہاں بیٹھ کر اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ مرزا طاہر اپنے خطبات میں قادیانیوں کو فاتحانہ انداز میں جلد پاکستان آنے کی جھوٹی تسلیاں دینے لگا۔ انہی دنوں اس نے اپنی شاعری میں پاکستان واپسی کے بارے میں کہا تھا کہ ؎

ہم آن ملیں گے متوالو، بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، دید کے ترسوں کی
یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی، تم دیکھو گے
ہم آئیں گے، جھوٹی نکلے گی، لاف خدا ناترسوں کی

مرزا طاہر کی بے وزن شاعری یہ بات سچ ثابت کرگئی کہ خدا ناترسوں کی لاف گزاف واقعی جھوٹ نکلی۔ مرزا طاہر اپنی پاکستان واپسی کے ارمان دل میں لیے جہنم واصل ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ خود خدا بنتا ہے اور اس کی زبان میں خدا بولتا ہے۔

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی گستاخ کو سزا دیتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی عقل سلب کر لیتے ہیں (یعنی اس کی مت ماری جاتی ہے) قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ، مرزا طاہر کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ مرزا طاہر کی موت کا آخری عشرہ نہایت عبرتناک تھا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مکمل طور پر خدائی گرفت میں آچکا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس، شدید کھانسی، سانس کی تکلیف، معدہ کی تکلیف، طبیعت میں بے چینی، پیٹ کی بیماری، اعصابی کمزوری، خون میں شوگر، کولیسٹرول کی زیادتی اور ہارٹ اٹیک جیسے مرض بری طرح اسے چمٹے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک آوارہ مزاج اور جنسی مریض بھی تھا۔ یہ مرض اسے اپنے والد سے وراثتاً بلکہ نسلاً منتقل ہوا تھا۔

عورتوں اور بچوں کے ساتھ اس کی جنسی عیاشیوں کے قصے، جب وہ ''میاں تاری'' کے نام سے مشہور تھا، ربوہ میں اب بھی زبان زد عام ہیں۔ وہ شراب و کباب کا رسیا تھا۔ لجنہ سے تعلق رکھنے والی شاید ہی کوئی ایسی لڑکی ہو، جس نے مرزا طاہر سے سلسلہ عالیہ کا ''جنسی فیض'' حاصل نہ کیا ہو۔ جماعت کے عہدیدار اور مربی بیرون ممالک بالخصوص یورپ میں اپنی تعیناتی کے لیے ہمیشہ بے چین رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کسی بارسوخ شخص کی سفارش کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ وہ لوگ اپنی حسین وجمیل بیویوں اور لڑکیوں کو مرزا طاہر کے پاس اس سفارش کے لیے استعمال کرتے، حالانکہ انہیں یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہوتی کہ اس کے بدلے میں وہ کیا قیمت ادا کر رہے ہیں؟ بیرون ممالک جہاں مرزا محمود نے مشن ہاؤسز قائم کیے وہاں پر مبلغوں کے ساتھ یہ غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر معاشرتی سلوک لازم روا رکھا تھا کہ وہ دوران تبلیغ اپنی بیوی سے جسمانی رابطہ نہ رکھ سکتے تھے، یعنی ان کو اپنی بیوی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا، اس کی مثال اس سے بہتر اور کیا ہوگی! ہالینڈ کے سابق مبلغ حافظ قدرت اللہ جب وقف سے فارغ ہوئے اور اپنی بیوی سے سالوں بعد ملے تو انہیں تعارف کی ضرورت محسوس ہوئی! بقول شخصے قدرت اللہ نے جسمانی فاصلہ مرتے دم تک قائم رکھا کہ کہیں وقف نہ ٹوٹ جائے۔ آج قادیانیت جس مقام پر ہے اس کا سہرا مرزا محمود کے سر پر ہے۔ مرزا محمود صرف ذہین وفطین ہی نہ تھا بلکہ **Evil Genious** بھی تھا، کیونکہ ابھی تک اس کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہوسکا گو مرزا لقمان پوری کوشش کر رہا ہے! بہر حال یہ ایک الگ موضوع ہے، اس پر مستند شواہد پر مبنی مضمون پھر کبھی سہی، (ان شاء اللہ) ذکر ہو رہا تھا مرزا طاہر کی بیماریوں کا۔ مرزا طاہر اپنے مرنے کے ایک سال بیشتر بے شمار بیماریوں کے سبب مخبوط الحواس ہوگیا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر جمعہ اپنے خطبہ میں کوئی نہ کوئی بونگی ضرور مارتا اور ایسی مضحکہ خیز حرکت کرتا جسے دنیا بھر کے قادیانی ایم ٹی اے پر دیکھتے اور پھر منہ چھپاتے پھرتے۔

5 جولائی 2002ء کو قادیانی عبادت گاہ فضل لندن میں مرزا طاہر خطبہ دیتے ہوئے، اپنے خدائی گرفت میں آنے کا نظارہ ایم ٹی اے کے ذریعے پوری دنیا کو دکھا گیا۔ خطبہ جمعہ معمول سے دس منٹ سے زیادہ تاخیر سے شروع ہوا۔ مرزا طاہر احمد کی حالت تشہد پڑھنے سے ہی ظاہر ہو رہی تھی۔ قرأت کے ساتھ تشہد پڑھنے کی قوت سلب کرلی گئی تو مرزا طاہر نے سورۃ فاتحہ بھی خطبہ کی ریڈنگ کی طرح پڑھنا شروع کر دی۔ ایسا اس کے خطبوں میں پہلی بار ہوا۔ پھر خطبے کی حالت خاصی

خراب تھی۔ مرزا طاہر کی آواز سے کاغذ پلٹنے کی آواز زیادہ صاف تھی۔ لگ بھگ 25 منٹ کے خطبہ کے دوران مرزا طاہر کی حالت زار قابل رحم تھی۔ برطانوی ٹائم کے مطابق ایک بج کر تینتالیس منٹ پر اس وقت یہ حالت اپنی انتہا کو پہنچ گئی جب وہ ڈائس کو تھامنے کے لائق بھی نہ رہا۔ اسے گرتے ہوئے صاف دیکھا گیا۔ جماعت کے دو افراد نے فوراً لپک کر اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔ اسی دوران ایم ٹی اے والوں نے اس عبرتناک نظارہ سے کیمرہ ہٹا لیا اور ایم ٹی اے کے چینل پر مکمل خاموشی طاری ہوگئی۔ لگ بھگ چار منٹ کی خاموشی کے بعد کیمرہ عبادت گاہ سے منسلکہ بیت الخلاء تک لایا گیا اور مرزا طاہر سے خطبہ ثانی سنوانے کی کوشش کی گئی لیکن پھر فوراً ہی آواز بند کر دی گئی اور ایم ٹی اے پر پھر مکمل خاموشی چھا گئی۔ کافی وقفہ کے بعد عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن نے اعلان کیا کہ حضرت صاحب کو دوران خطبہ ضعف ہوگیا تھا، اب وہ بہتر ہیں۔ احباب دعا کریں۔ برطانوی وقت کے مطابق چار بج کر پانچ منٹ پر اس خطبہ کو دوبارہ دیا جانا تھا۔ چار بجے اناؤنسر نے اس خطبہ کو دکھانے کا اعلان کیا مگر اس کے ساتھ ہی پھر ایم ٹی اے پر جیسے اس اعلان کو ادھورا چھوڑ دیا گیا۔ لمبی خاموشی کے بعد مولوی عطاء المجیب راشد کے اعلان کی ریکارڈنگ دوبارہ سنائی گئی اور پھر مرزا طاہر احمد کا 7 جون 2002ء کا خطبہ دوبارہ لگایا گیا جبکہ اصولاً 5 جولائی کا خطبہ لگانا چاہیے تھا۔ 5 جولائی کا خطبہ روک کر دراصل لندن کے دفتریوں نے مرزا طاہر احمد کی عبرتناک حالت کا خود بھی اعتراف کیا۔

5 جولائی کے خطبہ جمعہ میں خدائی مار کے بعد مرزا طاہر کو جب تھوڑا سا ہوش آیا تو اس نے خود نماز پڑھانے کی ضد کی۔ عطاء المجیب راشد جو نماز پڑھانے کے لیے آگے آچکا تھا، اسے واپس بھیجا گیا۔ مرزا طاہر نے نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ جمعہ نماز بھی خراب کی۔ اس سلسلے میں اندر کی مزید خبر یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد کو ان کے ''مالشیے'' ایک عرصہ سے کہہ رہے تھے کہ آپ خطبہ نہ دیں لیکن وہ ضد کر کے خود خطبہ دیتا تھا۔ شاید خدا نے اس کا عبرتناک انجام ایم ٹی اے کے ذریعے پوری دنیا کو دکھانا تھا۔ یہ مرزا طاہر کی ضد سے زیادہ خدائی تقدیر تھی جس نے اسے اس طرح عبرت کا نشان بنایا تھا۔ نماز جمعہ مرزا طاہر نے پڑھائی تو ایک رکعت کے بعد سلام پھیر دیا اور پھر عطاالمجیب راشد نے باقی نماز پڑھانی شروع کی تو مرزا طاہر نے اپنی مخبوط الحواسی میں اسے ڈانٹ دیا کہ جب میں نے نماز کا سلام پھیر دیا ہے تو نماز مکمل ہوگئی ہے۔ یہاں یہ

وضاحت بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا طاہر پہلی رکعت پڑھا کر کھڑا ہوا اور پھر کھڑے کھڑے ہی سلام پھیر دیا۔ شائد کوئی جنازہ پڑھا دیا ہو۔ جن لوگوں نے ایم ٹی اے پر یہ دلچسپ مزاحیہ پروگرام دیکھا ہو، وہ مدتوں اسے بھول نہ پائیں گے۔

مرزا طاہر کی عذاب ناک علالت اور 5 جولائی کو ایم ٹی اے پر سرِ عام اس کے گرنے کا منظر دیکھ کر پوری جماعت میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں فوری طور پر ربوہ میں سختی سے حکم دے دیا گیا ہے کہ مرزا طاہر کی بیماری اور ٹی وی پر گرتے ہوئے دیکھے جانے کے موضوع پر کوئی کسی سے کسی قسم کی بات نہ کرے۔ یہ پابندی اس حد تک عائد کی گئی کہ ربوہ کے کسی ریستوران یا چائے خانہ میں اگر اس موضوع پر کوئی بات کی جاتی تو ویٹر فوری طور پر کہتا: جی یہاں اس موضوع پر کوئی بات نہ کرے۔

12 جولائی 2002ء کو جب مرزا طاہر نے خطبہ جمعہ دیا تو اس کی حالت دیدنی تھی۔ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ خطبہ کی ریڈنگ، ہر وقت تنی رہنے والی گردن مجرموں کی طرح جھکی ہوئی، فرعون کی طرح تنی ہوئی آنکھیں جواب ایک لحہ کے لیے بھی نہ اٹھ سکیں۔ 75 فیصد خطبہ کے الفاظ سمجھ ہی نہیں آتے تھے کہ مرزا طاہر کیا کہہ رہا ہے۔ بس منمناہٹ کا احساس ہوتا تھا۔ اس مرتبہ مرزا طاہر نے بمشکل 15 منٹ خطبہ دے کر کام نمٹا دیا۔ جب بھی مرزا طاہر کی حالت دیدنی ہوتی، کیمرہ مین فوری طور پر اس سے کیمرہ ہٹا کر عبادت گاہ کے گنبد یا نئے بیت الخلاء کی طرف کر دیتا۔ مرزا طاہر بعض اوقات دواؤں کی ڈبل خوراک کے نتیجہ میں وقفے وقفے کے لیے اپنے حواس میں آجاتا۔ اور بعض اوقات نماز پڑھاتا۔ لیکن ہر نماز میں بھول جاتا۔ اس کی ایک نماز بھی قرأت یا رکعت کی خرابی کے بغیر مکمل نہ ہوتی۔ دوائی کا اثر زائل ہوتے ہی مرزا طاہر پھر اپنی اصل حالت میں آجاتا اور مخبوط الحواسیوں میں مبتلا ہو جاتا۔

19 جولائی 2002ء کو مرزا طاہر نے بیت الذکر فضل لندن میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ بکری کی منمناہٹ کی طرح اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پورے چہرہ پر سوجن کے اثرات تھے جس سے گمان کیا جاتا تھا کہ ان کی بیماریوں کی دوا کی خوراک ڈبل سے بھی زیادہ کر دی گئی ہے۔ ٹی وی کیمرہ والوں نے نہ تو مرزا طاہر کو عبادت گاہ میں داخل ہوتے دکھایا نہ اٹھتے یا بیٹھتے دکھایا۔ جب ایسی نوبت آتی تو کیمرہ مسجد کے باہر چلا جاتا۔ اس بار تو احتیاط کا یہ عالم رہا کہ مرزا طاہر جب پانی پینے لگتا تو

تب بھی کیمرہ اس کے چہرے سے ہٹا کر نئے تعمیر کردہ بیت الخلاء دکھانے شروع کر دیئے جاتے۔

26 جولائی 2002ء کو جلسہ سالانہ کا افتتاح مرزا طاہر کے خطبہ جمعہ سے ہوگیا تھا۔ اس کے بعد برطانوی ٹائم کے مطابق پونے چار بجے جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کی ابتدا ''درثمین'' (مرزا قادیانی کی شاعری کا مجموعہ) کی ایک نظم کے ایک حصہ سے کیا گیا۔ نظم کا ایک مصرعہ بہت حسب حال تھا۔

ستم اب مائل ملک عدم ہے

بے شک قادیانی جماعت کے اندر جو ستم کی سب سے بڑی علامت شخصیت تھی، وہ اب مائل ملک عدم ہو رہی تھی۔ جس نے بھی نظم کا یہ اقتباس منتخب کیا، ذہانت کا ثبوت دیا۔ دوران تقریب وزیراعظم برطانیہ ٹونی بلیئر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اس سے تھوڑا سا افسوس ہوا۔ کیونکہ اسی لندن میں سکھوں کی اسی انداز کی تقریبات ہوتی ہیں تو ٹونی بلیئر خود ان میں شرکت کرکے تقریر کرتے ہیں جبکہ قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ کے لیے انہوں نے صرف لکھا ہوا پیغام بھیجا۔ امید ہے اگلے جلسہ پر انہیں لانے کے لیے کوشش کی جاسکے گی۔ اسی جلسہ میں ایک برطانوی ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ میں نے پاکستان میں جاکر توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے پر زور دیا تھا۔ ایک انگریز اگر قادیانی جماعت کے پلیٹ فارم سے توہین رسالتؐ کے قانون کے خاتمے کی باتیں سناتا ہے تو اسلامی دنیا کو اس کا مطلب کیا لینا چاہیے؟

یہاں جماعت کے تاریخی ریکارڈ سے اتنی بات بتا دینا ضروری ہے کہ جب انگریزی دور میں ہندوستان میں حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کا کاروبار بہت چل نکلا تھا تب اہل اسلام نے انگریزی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ توہین رسالتؐ کا قانون بنایا جائے۔ ایسا قانون بننے جا رہا تھا۔ تب قادیانی جماعت ان دنوں میں مرزا محمود پر زنا کاری کے الزامات کا سامنا کرنے سے بھاگ رہی تھی۔ چنانچہ مرزا محمود نے اس قانون کے بننے میں یہ رکاوٹ ڈال دی کہ صرف توہین رسالتؐ کا نہیں بلکہ تمام مذہبی پیشواؤں (جس میں مرزا قادیانی بھی شامل ہو) کی توہین کا بل بنایا جائے۔ یوں اس وقت میں ایسا قانون بنتے بنتے رہ گیا تھا۔ جنہیں اس حقیقت کے ماننے میں شبہ ہو، وہ اپنے مورخ دوست محمد شاہد سے رجوع کرکے دیکھ لیں۔

سالانہ جلسہ شروع ہوا تو مرزا طاہر کو ''لوائے احمدیت'' لہرانے کے لیے بڑے حفاظتی اور احتیاطی دائرے میں لایا گیا۔ آنے اور جانے کا منظر چند قدم کی حد تک دکھایا گیا اور اس میں بھی

چاروں طرف سے اسے اس حد تک گھیر رکھا تھا کہ وہ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ پردہ تان کر اس کی چال کو بھی مخفی رکھا گیا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا طاہر کی دونوں آنکھوں کے زاویے الگ الگ ہو گئے تھے دراصل جب کسی انسان کی دونوں آنکھیں کسی چیز کو دیکھنے کے لیے ایک زاویے پر آتی ہیں تو تب اس چیز کو ٹھیک سے دیکھ پاتا ہے۔ مرزا طاہر کے ساتھ المیہ یہ ہوا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے زاویوں کا ربط ٹوٹ گیا تھا۔ وہ دیکھتا کسی اور طرف اور چیز کسی اور طرف ہوتی۔ وہ دیکھ کہیں اور طرف ہوتا، اس کے قدم کہیں اور پڑ رہے ہوتے۔ اسی لیے اسے چلتا ہوا بھی نہیں دکھایا گیا۔ کاغذ پر لکھا ہوا جو وہ پڑھتا، اس میں لکھی ہوئی دو تین لائنیں بھی گڈمڈ کر دیتا۔ وجہ یہی ہے کہ اس کی آنکھیں ایک زاویے پر نہیں ٹھہرتیں تھیں۔ اس کی یہ بیماری مزید بڑھی۔ وہ تلاوت کے لائق بھی نہ رہا۔ اسی لیے جلسہ کی اپنی چھ سات منٹ کی آخری تقریر کی ریڈنگ کے آغاز ہی میں اسے تشہد تعوذ والا صفحہ لکھا ہوا ہونے کے باوجود دکھائی نہیں دیا۔ ان کی عبرتناک بیماریوں میں یہ ایک اور عبرتناک اضافہ تھا۔ معمولی سا اختلاف رائے رکھنے والوں کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے والے مرزا طاہر کی آنکھیں خدا نے ہمیشہ کے لیے ٹیڑھی کر دیں تھیں۔ اس کے فوراً بعد خطبہ جمعہ دیا گیا۔ مرزا طاہر احمد نے خطبہ بیٹھ کر دیا۔ یہ ان کی حالت میں عذاب کا ایک اور قدم تھا۔ خطبہ میں ان کی حالت اتنی پتلی تھی کہ جلد ہی کیمرے کو اس سے خاصا دور کر لیا گیا۔ ادھر جلسہ میں شریک قادیانی اچھے خاصے پریشان تھے۔ اس لیے ان کے پریشان چہرے دکھانے سے بھی گریز کیا جا رہا تھا۔ خطبہ جمعہ کو جلسہ کی افتتاحی تقریر شمار کیا جانا چاہیے۔ مرزا طاہر کی آواز کی منمناہٹ پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اور خطبہ کا دورانیہ مزید گھٹ گیا تھا۔ یہ افتتاحی خطبہ پندرہ منٹ تک رہا۔ اس میں بمشکل پانچ منٹ کے دورانیہ کے الفاظ سمجھ میں آئے باقی خطبہ مرزا قادیانی کی بعض وحیوں کی طرح ناقابل فہم تھا۔ اپنے بیٹھ کر خطبہ دینے کی افسوسناک حالت کا مرزا طاہر کو خود بھی اندازہ تھا۔ چنانچہ اس نے خطبہ میں کہا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر حضرت عمرؓ نے بیٹھ کر خطبہ دیا تھا۔ آج میں حضرت عمرؓ کی پیروی کرتے ہوئے بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہوں۔ اس پر قادیانیوں نے باآواز بلند سبحان اللہ کہا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ وفات رسولؐ کے صدمہ سے نڈھال تھے۔ جبکہ مرزا طاہر خدا کی طرف سے ملنے والی سزا کے نتیجہ میں اس حالت کو پہنچا۔ اگر کسی نے بیٹھ کر خطبہ دیا بھی ہو تو ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے صدمہ سے نڈھال تھے۔ جبکہ مرزا طاہر احمد تو

خدائی گرفت میں آیا ہوا تھا۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر حضرت عمرؓ نے کوئی خطبہ دیا ہی نہیں۔ تب صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ دیا تھا۔ لہٰذا مرزا طاہر کی عبرتناک حالت پر پردہ ڈالنے کے لیے ناجائز طور پر حضرت عمرؓ کی ایک سنت گھڑی گئی اور پھر اس کی پیروی کا ڈرامہ کیا گیا۔

ایم ٹی اے نے جلسہ سالانہ کے پروگرام Live دکھانے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن خصوصی نشریات میں افتتاحی جلسہ سے پہلے زیادہ تر پرانی ریکارڈنگز دکھائی گئیں۔ کبھی کینیڈا اور کبھی انڈونیشیا کی تقریبات سے دل بہلائے جاتے رہے۔ ایک بار عطاء المجیب راشد سے بات کرائی گئی۔ اس میں انہوں نے بتایا کہ اس بار جماعت نے بارہ زبانوں میں فی البدیہہ تراجم کا انتظام کیا ہے اور ساتھ یہ بتایا کہ اقوام متحدہ میں صرف چھ زبانوں کے تراجم ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں قادیانی جماعت بارہ زبانوں میں ترجمہ کرا رہی ہے۔ ترجمہ کی سرعت کے بارے میں اس نے بتایا کہ کبھی حضور کوئی لطیفہ سناتے ہیں تو 8 سیکنڈ میں اس کا ترجمہ ہو جاتا ہے اور ان زبانوں کے جاننے والے لوگوں کے چہروں پر بھی اسی وقت مسکراہٹ پھیل جاتی ہے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آ گیا...... برصغیر پر اپنی حکومت کے دوران ایک انگریز بہادر کسی گاؤں گئے۔ وہاں ایک نوجوان ان کی تقریر کا ترجمہ کرتا رہا۔ دوران گفتگو انگریز بہادر نے ایک طویل لطیفہ سنایا تو نوجوان نے اس کے ترجمہ کے طور پر ایک جملہ بولا اور سارے حاضرین ہنسنے لگ گئے۔ انگریز بہادر نے ترجمہ نگار سے پوچھا کہ لطیفہ طویل تھا تم نے اتنا مختصر ترجمہ کیسے کر دیا کہ بات ان کو سمجھ آ گئی اور وہ اس پر ہنسنے لگ گئے۔ ترجمہ نگار نے دست بستہ عرض کیا حضور میں نے تو صرف اتنا ہی عرض کیا تھا کہ حضور بہادر نے ایک لطیفہ سنایا ہے آپ اس پر ہنسئے۔

جلسہ کے دوسرے دن مرزا طاہر نے خواتین سے خطاب کیا۔ مقررہ وقت سے 25 منٹ تاخیر سے جلسہ گاہ پہنچا۔ اس خطاب کے لیے نہ آتے ہوئے دکھایا گیا نہ جاتے ہوئے دکھایا گیا۔ جب فٹ کر کے بٹھا دیا گیا تب کیمرے نے ایک آدھ جھلک دکھائی۔ یہ خطاب دعا سمیت بمشکل 9 منٹ رہا۔ لکھی ہوئی باتیں بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔ اس دوران حالت یہ تھی کہ کیمرہ زیادہ تر مردانہ مارکی کی طرف رکھا گیا اور مرزا طاہر کی صرف آواز سنائی دیتی رہی۔ ایک دو بار کیمرہ مرزا طاہر کی طرف گیا لیکن جلد ہی وہاں سے ہٹا لیا گیا۔ اس سے پہلے کے کسی جلسہ سالانہ، کسی مجلس

عرفان یا کسی پروگرام کے خطبہ کی کیسٹ دیکھ لیں۔ ہر فلم میں کیمرہ مرزا طاہر کے چہرے پر مرکوز ہے۔ جلسہ سالانہ کی سابقہ تقریبات میں تو مرزا طاہر کی تقریر کے دوران حاضرین کی ہلکی سی جھلک قسمت سے دکھائی جاتی تھی۔ اب ایسا سماں ہے کہ حاضرین کو دکھایا جا رہا ہے اور مرزا طاہر کے چہرے کو چھپایا جا رہا ہے۔ مرزا طاہر احمد کی عبرتناک اور عذاب ناک حالت دیکھ کر ڈوئی کی وہ تصویر یاد آتی ہے جو ''حقیقۃ الوحی'' میں شامل ہے۔

جماعت کے جلسہ کا آخری آئیٹم مرزا طاہر کی تقریر تھی۔ یہ تقریر سات آٹھ منٹ تک رہی اور مرزا طاہر نے اتنا معمولی وقت بھی بیٹھ کر اپنا مخصوص منمناتا ہوا خطاب کیا۔ مرزا طاہر احمد کی عبرتناک حالت دیکھنے کے بعد دور دراز سے آئے ہوئے برصغیر سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں میں خوف اور مایوسی کی لہر پھیل گئی۔ اس منمناتی ہوئی تقریر میں مرزا طاہر نے جماعت کی تعداد میں دو کروڑ سے زائد اضافہ کا اعلان کیا لیکن اس اعلان پر حاضرین نے کسی معمولی سی گرمجوشی کا اظہار بھی نہیں کیا۔ جیسے بزبان خاموشی کہہ رہے ہوں کہ اتنا عبرتناک حال ہو جانے کے باوجود جھوٹ بولنے سے باز نہیں آ رہے۔ مرزا طاہر نے تعداد میں ڈبل اضافہ کا ڈرامہ ترک کر دیا تھا۔ اس کے باوجود اس پر خدائی گرفت شدید تر ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ مرزا طاہر نے ڈبل اضافہ کا اعلان نہ کر پانے کی وجہ گزشتہ سال کے بین الاقوامی حالات سے جوڑ دی۔ اس پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک شخص نے ایک بنک میں منافع اسکیم کی تھوڑی سی انویسٹمینٹ کی تھی۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دونوں عمارتوں کے حادثہ کے بعد سے انہیں ہر چھ ماہ بعد ایک لیٹر آ جاتا ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثہ کے گہرے اثرات کے باعث اس بار زیادہ منافع نہیں ہو سکا۔ کچھ ایسا ہی مرزا طاہر احمد کی وضاحت تھی کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثہ کے بعد سے جو حالات ہیں، ان کی وجہ سے جماعت کی تعداد میں ڈبل منافع نہیں ہو سکا۔

28 جولائی 2002ء کو قادیانی سالانہ جلسہ اختتام پذیر ہو گیا۔ آخری سیشن سے پہلے عالمی بیعت کا ڈرامہ کیا گیا۔ لیکن اس بار عالمی بیعت کا ڈرامہ انتہائی بے جان رہا۔ مرزا طاہر کو جس طرح لایا گیا اس سے اردن کے شاہ حسین کا وہ منظر یاد آ گیا جب اس کی کلینیکل موت جاری کر دی گئی تھی لیکن اسے مصنوعی طور پر زندہ رکھ کر امریکہ سے اس کے وطن لے جایا گیا تھا۔ مرزا طاہر کی زندہ درگور حالت اسی منظر کی یاد دلاتی رہی، عالمی بیعت کے ڈرامے میں پہلے جس طرح جوش و

خروش دکھایا جاتا تھا یا یوں کہہ لیں کہ جذباتی ایکٹنگ کی جاتی تھی، وہ اس بار بالکل مفقود تھی۔ جلسہ کے آخری سیشن میں مرزا طاہر نے خطاب کیا۔ یہ خطاب بمشکل سات منٹ جاری رہ سکا۔ اس بار بھی خطاب بیٹھ کر دیا گیا۔ مزید ستم یہ ہوا کہ تقریر کے آغاز میں تشہد تعوذ پڑھنے کے بجائے مرزا طاہر احمد نے براہ راست تقریر شروع کر دی۔ ابھی انہوں نے ''گزشتہ چند سالوں سے'' ہی کہا تھا کہ ان کو سنبھالنے کی ڈیوٹی پر مامور ایک صاحب نے فوراً ان کی طرف جھک کر انہیں یاد دلایا کہ تشہد، تعوذ پڑھ لیں۔ چنانچہ مرزا طاہر نے تقریر روک کر اپنی غلطی کی درستی کی۔ کیمرہ حسب معمول ان سے خاصا دور رکھا گیا۔

عالمی بیعت کے ڈرامہ کے اختتام پر مرزا طاہر ایک سجدہ کرایا کرتا تھا۔ اس سجدہ کے بعد مرزا طاہر نے اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالیا لیکن اس کی آواز اتنی نحیف و نزار تھی کہ شرکائے سجدہ میں سے کسی نے بھی نہیں سنی۔ صرف ایم ٹی اے کے ہائی اسپیکرز نے اسے نشر کیا اور پھر یہ تماشہ ایم ٹی اے پر ہی دیکھا گیا کہ مرزا طاہر نے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ ختم کر دیا۔ اس کے باوجود ساری جماعت سجدہ میں پڑی ہوئی تھی۔ خاصے وقفہ کے بعد اس دوران ڈیوٹی پر موجود کسی فرد نے کسی ذمہ دار کو توجہ دلائی تو کسی نے تکبیر کہہ کر اس بے امام سجدہ سے سب کو نجات دلائی۔ یہ سب قدرت کی طرف سے نشان ہیں۔ اس بار بعض مقررین کی تقاریر کے بعد باقاعدہ جلسہ گاہ سے تالیاں بجائی گئیں۔ جبکہ پہلے اس طرح تالیاں بجانے سے سختی سے روکا جاتا تھا۔ مرزا مظفر احمد (ایم ایم احمد) نہ صرف مرزا طاہر احمد کا سگا چچازاد بھائی بلکہ جماعتی لحاظ سے بھی بے حد اہمیت کا حامل تھا۔ جلسہ سے پہلے اس کی وفات ہوگئی تھی۔ اور جلسہ کے پہلے دن امریکہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ لیکن مرزا طاہر نے اپنی کسی تقریر میں اس کی وفات کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اس سے مرزا طاہر احمد کی عبرتناک حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بار مرزا طاہر احمد کی حالتِ زار کی وجہ سے عالمی مجلس شوریٰ کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں جو وجہ بہانہ کے طور پر بیان کی گئی اس سے خود جماعت مذاق کا نشانہ بنتی ہے۔ دراصل یہ مجلس مرزا طاہر احمد کی عبرتناک حالت کے باعث منسوخ کی گئی۔

6 ستمبر 2002ء کو مرزا طاہر نے حسب معمول عبادت گاہ فضل لندن میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ مخبوط الحواسی کی کیفیت معمول کے مطابق رہی۔ آتے ہی مرزا طاہر نے خطبہ کے لیے اذان کا کہنے کے بجائے نماز کے لیے تکبیر کا حکم دے دیا۔ اس مدہوشی پر اس کے دو باڈی گارڈز نے آگے

بڑھ کر اس کو پکڑ کر باقاعدہ ''اباؤٹ ٹرن'' کیا۔ اس کے بعد اذان کرائی گئی اور پھر خطبہ ہوا۔ اور اس کا دورانیہ دس منٹ کے اندر ہی رہا۔ یوں ایک اور خطبہ اس کے **Friday the 10th** کا عبرتناک نشان بن گیا۔ 13 ستمبر کا خطبہ بھی مرزا طاہر کی دلچسپ اور عبرتناک مخبوط الحواسیوں پر مشتمل تھا۔ 20 ستمبر کا خطبہ سابقہ خطبوں سے زیادہ عبرتناک رہا۔ خطبہ بمشکل 7 منٹ کا رہا۔ آواز بکری کی منمناہٹ جیسی تھی۔ اس بار سورۃ فاتحہ ایک بار پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھ دی۔ اس سے مرزا طاہر احمد کی غیر حاضر دماغی اور پاگل پن کی عمومی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا تھا۔ خطبہ ثانیہ ہر بار بھول جانا اب تو مرزا طاہر کا معمول بن گیا تھا۔ 27 ستمبر کا خطبہ بھی حسب سابق رہا۔ قابل ذکر بات اتنی ہے کہ **Friday the 10th** والی تفسیر کے مطابق دس منٹ کے اندر اندر ہونے والے خطبہ کا دورانیہ سات منٹ سے گھٹ کر چھ منٹ ہوگیا۔ مرزا طاہر کا مسلسل کم ہوتا ہوا خطبہ کا دورانیہ اس قرآنی فرمان کے مطابق تھا کہ ''ہم ان کو ان کے کناروں سے کم کرتے چلے آرہے ہیں۔''

14 اکتوبر 2002ء کو جب مرزا طاہر کی انجیو پلاسٹی ہوئی تو لندن کے مشہور کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر سٹیفن جینکنز **Dr. Stephen Jenkins** نے مرزا طاہر سے برملا اپنی رائے کا اظہار کیا کہ شراب نوشی اور زیادتی جماع کی وجہ سے آپ کے جسم کے پٹھے بے حد کمزور ہوچکے ہیں جس کی وجہ سے آپ کا دل بھی روز بروز کمزور ہورہا ہے۔ میں نے اس طرح کی خطرناک رپورٹیں پہلے کبھی کسی مریض کی نہیں دیکھیں۔ لہٰذا اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو آپ کو اس فعل قبیح سے مکمل اجتناب کرنا ہوگا۔ مرزا طاہر نے ڈاکٹروں کے بورڈ اور اپنے اہل خانہ کے سامنے کھسیانے ہوکر وعدہ کیا کہ وہ اس مشورہ پر عمل کرے گا۔ لیکن سیانے کہتے ہیں کہ چور چوری سے جائے، ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ اور رسی جل جاتی ہے لیکن بل نہیں جاتا۔ دو ہفتے بعد جب مرزا طاہر کے دل کی تکلیف مزید بڑھی تو ڈاکٹروں نے انجیوگرافی پر زور دیا جس پر 29 اکتوبر کو مرزا طاہر کو سینٹ تھامس ہسپتال **St.Thomas's Hospital** میں داخل کروا دیا گیا۔ یہ لندن کا سب سے بہترین ہسپتال ہے اور سنٹرل لندن میں واقع ہے۔ وہاں مرزا طاہر کے علاج کا فیصلہ ہوا۔ اس ہسپتال کی بارہویں منزل پر ویسٹ منسٹر سوئٹ کا کمرہ نمبر 8 مرزا طاہر کے لیے بک ہوا۔ اس کمرے سے باہر کا منظر بہت خوبصورت ہے۔ نیچے ٹیمز دریا بہتا ہے۔ سامنے ہاؤس آف پارلیمنٹ نظر آتا ہے اور **Bigben** کی گھنٹی ہر پندرہ منٹ کے بعد بجتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا رومانٹک ماحول

ہے جو ایک دل پھینک اور خوف خدا سے عاری مریض کو دعوت گناہ دیتا ہے۔ مرزا طاہر کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ مرزا طاہر کی بیماری کے دوران جو لوگ اس کی دیکھ بھال کر رہے تھے، ان میں خاص طور پر ڈاکٹر مسعود الحسن نوری، مرزا مبشر احمد، ڈاکٹر سلیم احمد اور ڈاکٹر شکیل احمد شامل تھے۔ مرزا لقمان ہسپتال میں تیمارداری کے بہانے (دراصل خلافت حاصل کرنے کے چکر میں) ہمہ وقت ساتھ تھا۔ مرزا طاہر کو پیشاب وغیرہ کروانے، کپڑے بدلوانے اور مساج وغیرہ کے لیے ڈاکٹر ریحانہ بٹ (جس کی جنسی خیرات کے قصے فضل عمر ہسپتال ربوہ کی لیٹرینوں میں آج بھی لکھے ہوئے ہیں) کو مرزا طاہر کی ذاتی خواہش پر ہسپتال بلوایا گیا۔ جبکہ اینستھیزیا کی ڈاکٹر مس وڈ جو اپنے حسن و جمال اور دلربا اداؤں کے لیے مشہور ہے، بھی مرزا طاہر کی خدمت پر مامور تھی۔ مرزا طاہر کی چھوٹی بیٹی فائزہ لقمان کو یہ منظر شائد ساری زندگی نہ بھول پائے گا جب وہ ایک دن غیر متوقع طور پر اچانک اپنے والد کے کمرہ میں داخل ہوئی تو مرزا طاہر کو ڈاکٹر ریحانہ بٹ کے ساتھ نہایت قابل اعتراض حالت میں دیکھا اور پھر بغیر کچھ کہے صدمے کی حالت میں واپس گھر آ گئی۔ مرزا طاہر کا پرائیویٹ سیکرٹری منیر احمد جاوید اس واقعہ کا عینی شاہد ہے۔ اگر اس کا ضمیر زندہ اور موت یاد ہے تو وہ اس واقعہ سے کبھی انکار نہ کر سکے گا۔ مرزا طاہر کا اپنا ایک عشقیہ شعر ہے جس سے اس کے ناپاک ارادوں کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے اس موقع پر اس نے اپنا یہ شعر پڑھا ہو ۔

ہو کسی کے تم سراپا مگر آہ کیا کروں میں
میری روح بھی تمہاری، میرا جسم بھی تمہارا

(کلام طاہر)

اس واقعہ کے تین دن بعد مرزا طاہر کا آپریشن ہوا۔ آپریشن کے دوران مرزا طاہر کو قے آئی جو سانس کی نالی کے راستے پھیپھڑوں میں چلی گئی جس سے سانس لینے میں نہایت دقت اور **Aspiration** نمونیہ کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد کئی دن مرزا طاہر کو مصنوعی سانس کی مشین پر رکھا گیا۔ اس دوران ڈاکٹروں نے تفصیلی معائنہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ خون کی نالی کو کھولنے کے لیے آپریشن ضروری ہے۔ چنانچہ 30 اکتوبر 2003ء کو لندن کے وقت کے مطابق شام چھ بجے مرزا طاہر کے پیٹ کا آپریشن ہوا۔ بعد ازاں مختلف ٹیسٹوں سے پتہ چلا کہ فالج کے معمولی حملے سے مرزا طاہر کے دماغ پر اثر ہو رہا ہے۔ لہٰذا فوری طور پر لندن بلکہ دنیا کے سب سے بڑے

نیوروسرجن ڈاکٹر نکلیوسیف سے وقت لیا گیا جس نے مرزا طاہر کے دماغ کا آپریشن کیا۔ یہ آپریشن کامیاب نہ ہوسکا اور مرزا طاہر کی دماغی حالت پہلے سے زیادہ غیر ہوگئی۔ اس کے بعد مرزا طاہر کوئی خطبہ دینے کے لائق نہ رہا۔ اس کے جملہ عوارض کی یلغار نے اسے کیمرے سے دور کر دیا۔ اس دوران جہاں دنیا بھر میں جماعت کو دعاؤں اور صدقوں پر لگا دیا گیا، وہیں معروف فلمی گیتوں کی دھنوں میں ایم ٹی اے سے دعائیہ نظموں کو نشر کیا جاتا رہا۔ ان گیتوں میں سے بعض فلمی مجروں کی دھنیں بھی تھیں۔ شاید جماعت اس طرح تبلیغی مجروں کا کوئی سلسلہ متعارف کرانا چاہتی تھی۔

6 اور 7 نومبر 2002ء کی درمیانی رات کو مرزا طاہر کے پیٹ کا ایکسرے اور ٹیسٹ لیے گئے جس سے معلوم ہوا کہ شوگر کی وجہ سے بڑی آنت کا عمل صحیح کام نہیں کر رہا جس کی وجہ سے بار بار پیٹ کی تکلیف بڑھ رہی ہے۔ کمزوری اور نقاہت عروج پر تھی۔ نومبر کا پورا مہینہ مرزا طاہر ایم ٹی اے کی اسکرین پر درشن دینے نہیں آسکا۔ اس دوران جماعت کو جھوٹی سچی تسلیاں دینے کے لیے اعلان کیے جاتے رہے کہ آج ''حضور'' نے اپنے دفتر میں تشریف لاکر ڈاک ملاحظہ کی، آج چیدہ چیدہ احباب سے ملاقاتیں کیں۔ بہتر ہوتا کہ پانچ منٹ کی ریکارڈنگ کرکے ایم ٹی اے کے ناظرین کو بھی کرسی پر بیٹھے ہوئے ''حضور'' کا درشن کرا دیا جاتا اور اس کی آواز سنا دی جاتی۔ تاکہ آنکھوں دیکھی، کانوں سنی سے بہتر ہوتی۔ پھر 4 دسمبر 2002ء کو مرزا طاہر کو ایم ٹی اے پر درشن دینے کے لیے لایا گیا۔ یہ اس کا اپنے دفتر میں کام کرنے کا منظر تھا۔ بغور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دو تین بار ''حضرت صاحب'' نے کاغذات میں سے بعض کاغذ دیکھ کر ایسے پھینکے جیسے کوئی شرارتی یا بدتمیز بچہ کاغذ پھینکتا ہے یا جیسے کوئی نیم مخبوط الحواس شخص کرتا ہو۔

6 دسمبر 2002ء کو مرزا طاہر عید کی نماز پڑھانے آیا۔ اس موقع پر اس کی بہت ساری مخبوط الحواسیوں کے ساتھ اس کا یہ فرمان بھی سننے میں آیا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرتؐ جمعہ اور عید ایک ساتھ آنے پر عید کی نماز اور جمعہ (ظہر) کی نماز جمع فرمالیا کرتے تھے۔ اس کے ایک دست راست نے صورتحال کو سنبھالنے کے لیے کہا کہ جی ہاں ظہر اور عصر جمع کر لیا کرتے تھے۔ مگر مرزا طاہر اڑ گیا کہ نہیں عید کی نماز اور ظہر کی نماز جمع ہوتی تھی۔ اس سے مرزا طاہر کی ذہنی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ 8 دسمبر کو مرزا طاہر کو لجنہ کے پروگرام ملاقات میں دکھایا گیا۔ دو گھنٹے کی ریکارڈنگ کرکے اس میں سے ساری احتیاطی کانٹ چھانٹ کرکے 20 منٹ کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ اس

میں بھی ذہنی حالت کا یہ عالم تھا کہ ایک خاتون سے کہنے لگے تم ہالینڈ سے کب آئی ہو؟ اس نے بتایا کہ حضور میں تو یہیں کی ہوں۔ پھر ایک خاتون سے کہنے لگے کہ تم کینیڈا سے واپس آ گئی؟ اس غریب نے بتایا کہ نہیں جی ابھی میں نے کینیڈا جانا ہے۔ 9 دسمبر کو فرانسیسی دوستوں سے ملاقات کے پروگرام کی ریکارڈنگ پیش کی گئی۔ اس پروگرام کی ایک خصوصیت تو یہ تھی کہ بیشتر قادیانی پاکستانی تھے مگر فرانسیسی میں بات کر رہے تھے، پھر اس کا اردو ترجمہ کیا جاتا۔ جواب ملتا، جواب کا پھر اردو ترجمہ کیا جاتا۔ ایک سوال ہوا کہ کیا مغربی پریس جو مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے کیا ان کو خدا کی طرف سے سزا ملے گی؟ جواب ملا کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اس سے ایک یہ ثابت ہوا کہ جزا، سزا کا اختیار مرزا طاہر کے پاس ہے اور دوسرا یہ کہ ''حضور'' بڑی حد تک مخبوط الحواس ہو چکے تھے۔ اسی مجلس کے دوران ''حضرت صاحب'' فرمانے لگے کہ یہاں بہت گرمی ہے کیا باہر بھی گرمی ہے؟ اس پر اسے بتایا گیا کہ باہر بہت سردی ہے۔ ایک بار پھر اس نے کہا کہ مجھے بہت گرمی لگ رہی ہے۔ اس قسم کی کلاسوں میں مرزا طاہر کو پیش کیا جا رہا تھا لیکن کلاسوں میں ہونے والی ان کی بہت ساری خبط الحواسیوں کو حذف کر دیا جاتا۔ اس کے باوجود کئی نمونے اسکرین پر آ ہی جاتے۔ مثلاً 14 دسمبر کو بنگالی ملاقات پروگرام میں ایک بچے نے پوچھا کہ کیا انڈے کا کھانے کا ذکر کسی حدیث یا آیت میں ملتا ہے۔ جواب ملا کہ قرآن میں بیض مکنون کا ذکر آیا ہے۔ جب تک اُس کے جواب کا ترجمہ سنایا جاتا رہا، اسی دوران آف دی اسکرین رکھ کر مرزا طاہر کو بتایا گیا کہ یہ تو حوروں کے بارے میں آیات ہیں۔

بیماری کے دوران ایک خطبہ میں قادیانیوں کے خطوط کے جواب میں کہا کہ ''وہ میری بیماری کے بارے میں پریشان نہ ہوں۔ مجھے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ مشورے نہ دیا کریں۔'' پھر اگلے خطبہ میں کہا: ''میں بار بار جماعت کو سمجھاتا ہوں مگر بعض لوگ تو اس طرح گہری اترنے والی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان نگاہوں سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کوئی علامت مل جائے جس پہ وہ اپنی ہمدردی کا اظہار کر سکیں اور اگر وہ علامت نہ ملے تو پھر صحت کے متعلق لازماً ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ بھئی اپنی ملاقات کرو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ اپنی صحت کے متعلق دعا مانگنے کی درخواست بے شک کرو مگر میرے معاملے میں مہربانی فرما کر دخل نہ دیا کرو کیونکہ اس سے مجھے الجھن پیدا ہوتی ہے۔ میری بیماری کو مجھ پر اور میرے خدا

پر چھوڑ دیں لیکن میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے، میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

""ڈاکٹر تو ڈاکٹر، اب عطائی ڈاکٹر جن کو انگریزی میں **Quack** کہا جاتا ہے وہ بھی مشورے بہت دینے لگ گئے ہیں اور جن میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہر عورت ایک نیا نسخہ بھیج رہی ہے، یعنی جو عورتیں بھی بھیجتی ہیں اور نئی بیماری تجویز کرتی ہیں ان کو دور بیٹھے نہ میرا حال پتہ، نہ ان سے بات کی۔ ان کو نئی نئی بیماری سمجھ آتی ہے۔ وہ کہتی ہیں آپ کو اصل بیماری یہ ہے اس کا اصل علاج یہ ہونا چاہیے جو آپ کے ڈاکٹر صاحب کو سمجھ نہیں آئی۔ دلی میں کوئی مشہور شخص فوت ہوا تو اخبار نویسوں کا جمگھٹ لگ گیا کہ ہمیں بتایا جائے کہ کس بیماری سے فوت ہوا ہے۔ اہل خانہ نے یہ بیان دیا کہ یہی تو مشکل ہے کہ آخری وقت تک بیماری کا پتہ ہی نہیں چلا۔ جو بھی عیادت کے لیے جاتا تھا وہ نئی بیماری تشخیص کرتا تھا اور خواہ مرد ہو، خواہ عورت ہر ایک کو ڈاکٹری علم تھا اور وہ ثابت کرتے تھے کہ علاج غلط ہو رہا ہے اصل بیماری اور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی حال میری بیماری کا ہے۔"

مرزا طاہر کی عبرتناک حالت کے بارے میں مرزا قادیانی کے چند الہامات کا تذکرہ ضروری ہے۔ ان الہامات کے بارے میں حیران کن بات یہ ہے کہ یہ سب انہیں برسوں سے تعلق رکھتے ہیں جن برسوں میں مرزا طاہر شدید خدائی گرفت میں آیا تھا۔ یعنی 1901ء اور 1902ء میں یہ الہامات ہوئے اور پورے ایک سو سال کے بعد "پورے جلالی شان کے ساتھ" 2001ء اور 2002ء میں مرزا طاہر پر پورے ہوئے۔ مرزا طاہر کی چار ذلت آمیز شکستوں کو ذہن میں رکھیں۔

1- کراچی کے جناب الیاس ستار سے مباہلہ میں شکست کے بعد اس موضوع پر مرزا طاہر کی طرف سے مکمل خاموشی اور خود منہ مانگی موت میں گرفتار ہونا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا طاہر نے جولائی کی آخری تاریخوں میں لندن کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر علی الاعلان جناب الیاس ستار کے ساتھ مباہلہ قبول کیا تھا۔ اس مباہلہ میں بہت واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ جھوٹے کو خدا ایک سال کے اندر سزا دے۔ چنانچہ مرزا طاہر اسی سال دو مہینوں کے اندر ہی شدید خدائی گرفت میں آ گیا۔ یہ سال اس پر خدائی ذلتوں اور مار کا سال تھا۔ جناب الیاس ستار، اس مباہلہ کی فتح کا جشن مناتے رہے لیکن مرزا طاہر پر خدائی مار کی گرفت اتنی شدید تھی کہ وہ آتھم سے بڑھ کر خوفزدہ حالت میں اس مباہلہ کے انجام کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالنے کی جرأت نہ کر سکا۔ مرزا طاہر کی مرتے دم تک اس مسئلے پر خاموشی خود اس کی

ذلت آمیز شکست کا زندہ ثبوت ہے۔ مرزا طاہر نے جولائی میں مباہلہ قبول کیا۔ 20 اگست 1999ء کو باہمی طے شدہ عہد کے مطابق الفضل لندن میں مباہلہ کی دعوت قبول کرنے کا اعلان شائع کیا گیا۔ جمعہ کی صبح یہ اعلان الفضل لندن نے شائع کیا اور چند گھنٹوں کے بعد جمعہ کے خطبہ کے دوران ہی مرزا طاہر پر خدائی مار پڑ گئی۔ ایک سال کی مدت تو کیا چند گھنٹوں میں ہی مرزا طاہر خدائی گرفت میں آ گیا۔ اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ پھر وہ ایم ٹی اے کی اسکرین سے لمبے عرصہ کے لیے غائب ہوگیا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے اور وہ قادیانی جو سچے خدا پر یقین رکھتے ہیں، مباہلے میں خدائی فیصلے سے خود ہی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا طاہر سرتاپا کاذب اور مفتری تھا۔ اس نے زندگی بھر مباہلے کا پرفریب چکر چلائے رکھا۔ اس کی اپنی کوشش یہی تھی کہ سچ مچ میں مباہلہ نہ ہونے پائے۔ لیکن آخر کار وہ اپنے مکروں کے جال میں خود ہی پھنس گیا۔ اور اس کے نتیجہ میں ذلت ناک انجام سے دوچار ہوا۔

2- جماعت کی تعداد میں کروڑوں کا اضافہ کے جھوٹ پر ایک قادیانی کے خط پر خود ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا اور خود ہی اس کا مستحق ہو جانا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ 8 ستمبر 2000ء کو ایک خطبہ جمعہ میں مرزا طاہر نے کہا کہ:

''پہلے میں ایک صاحب کے جو راولپنڈی سے تعلق رکھتے ہیں، ایک مفسدانہ خط کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں اور الفاظ میرے ہوں گے لیکن وہ لکھتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ آپ زبانی خطبے دیا کرتے تھے اور بڑا جلال اور جمال پایا جاتا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دماغ میں نقص پیدا ہوگیا ہے، اس لیے آپ کو تحریر سے پڑھنا پڑتا ہے اور ہر دفعہ نظر تحریر پر ہی رہتی ہے، زبانی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پہلے جلال بھی ہوتا تھا اور جمال بھی۔ اب نہ وہ جمال رہا نہ وہ جلال رہا۔ تو میں ان صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کو جمال مطلوب ہے تو میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جمال سے آپ کے سارے اندھیرے دور فرما دے اور دل کو روشن کر دے اور احمدیت کی صداقت پر کامل ایمان عطا فرمائے۔ اگر آپ جلال چاہتے ہیں تو میری دعا یہ ہے اور میری التجا آپ سے یہ ہے کہ آپ بھی مجھ پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہیں، میں بھی آپ پر لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھتا ہوں۔ آپ کو خیال ہے کہ یہ دو کروڑ اور چار کروڑ کی باتیں محض جھوٹ اور مفسدہ ہیں جو میں نے اپنے نفس سے بنالی ہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

وہ تمام تر باتیں سچی ہیں، ایک بھی ان میں جھوٹ نہیں ہے۔" (خطبہ جمعہ مرزا طاہر 8 ستمبر 2000ء مطبوعہ ویکلی الفضل انٹرنیشنل، لندن، شمارہ 20 اکتوبر تا 26 اکتوبر 2000ء)

3- صدر بش نے صلیبی جنگوں کا اعلان کیا اور کسر صلیب جماعت کا خلیفہ ڈر کر خاموش بیٹھا رہا، جوابی قلمی جہاد کا اعلان تک نہیں کیا۔

4- ایم ٹی اے نے مرزا طاہر کے گرنے کا منظر ساری دنیا کو دکھایا۔

یہ چار ذلتیں، چار شکستیں ذہن میں رکھیں اور اب اردو "تذکرہ" سے مرزا قادیانی کا یہ الہام پڑھیں۔ سیھذم فلایری نبا من اللہ الذی یعلم السر واخفی یہ الہام جون 1902ء کا ہے۔ اس میں لفظ سیھذم کا ترجمہ اس کی گہرائی تک جاننے کے لیے ضروری ہے کہ مرزا محمود کی تفسیر صغیر کو دیکھ لیا جائے۔ مرزا محمود نے اپنی تفسیر صغیر میں سورۃ القمر کی آیت 46 کے الفاظ سیھذم الجمع کا ترجمہ یہ کیا ہے "ان کی جماعت کو عنقریب شکست دی جائے گی" ......اس کے مطابق اس الہام کا ترجمہ یہ بنتا ہے "عنقریب وہ شکست کھا کر بھاگ جائے گا اور پھر دکھائی نہیں دے گا۔ یہ پیشگوئی ہے خدا کی طرف سے، جو نہاں در نہاں کو جاننے والا ہے۔"

اسی کے ساتھ مرزا قادیانی کا ایک اور الہام دیکھیں اور مرزا طاہر کے خطبوں کی عبرتناک حالت سامنے رکھیں۔ دیکھیں مرزا قادیانی نے اس متکبر شخص کے انجام کا کیسا نقشہ کھینچا تھا جو پورے ایک سو سال کے بعد "پوری شان کے ساتھ" مرزا طاہر کی عبرتناک حالت پر فٹ بیٹھا۔ یہ الہام 25 فروری 1901ء کا ہے اور یہ مجموعۂ الہامات "تذکرہ" انگریزی ترجمہ سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں سے من وعن پیش خدمت ہے۔ انگریزی "تذکرہ" صفحہ نمبر 422 پر یہ الہام یوں درج ہے:

Like a skinned goat at every pointless sermon,

meaning that his emotions are not under control.

مرزا طاہر کی اپنی حالت کھال اتری ہوئی بکری کی ہو چکی تھی۔ اس کا ہر خطبہ (Sermon) بے معنی اور بے مقصد تھا اس کی کنٹرول سے باہر حالت اس الہام کے الفاظ کی صداقت کا کھلا نشان بن گئی۔

مرزا طاہر اپنی عمر کے آخری مہینوں میں عبرت کا نشان بنا رہا۔ اس کے کسی خطبہ کی سمجھ نہ آتی۔ اس کے خطبات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا تھا کہ مرزا طاہر قطعی طور پر اپنے ہوش و

حواس کھو بیٹھا ہے۔ اس کی اقتداء میں پڑھی جانے والی ہر نماز باطل ہوئی مگر اندھے مریدوں نے ایسی نمازوں کو نہ صرف قبول کیا بلکہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ مرزا طاہر کبھی نماز میں دعائے قنوت پڑھ دیتا اور کبھی خطبہ میں اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جاتا...... ایم ٹی اے اسے عبادت گاہ میں نہ آتے ہوئے دکھاتا اور نہ جاتے ہوئے۔ بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا کہ قادیانی جماعت کے موجودہ ارباب اختیار جان بوجھ کر مرزا طاہر کی رسوائی چاہتے تھے اور اسے ایسے خطبوں میں لے آتے یا پھر خدائی تقدیر تھی جو مرزا طاہر کی رسوائی کی صورت میں اس کے عبرتناک انجام کو ساری دنیا کے سامنے بیان کرتی رہی اور بتا رہی تھی و تذل من تشاء......

مرزا طاہر کو شائد وہم بھی نہ تھا کہ وہ اچانک مر جائے گا۔ اس کی چار بیٹیوں میں سے صرف ایک بیٹی فائزہ لقمان اس کے پاس تھی۔ دوسری بیٹی شوکت جہاں اپنے میاں سے لڑائی جھگڑے کے بعد مستقل پاکستان میں تھی۔ دوسری دو بیٹیاں کسی اور ملک کی سیر پر گئی ہوئی تھیں۔ ایک دن پہلے اس کی طبیعت قدرے بہتر تھی۔ 19 اپریل 2003ء کو ناشتہ کی میز پر اس کو دل کا دورہ پڑا اور ساتھ ہی جسم کے بائیں طرف فالج کا حملہ ہوگیا جو پہلے سے زیادہ شدید تھا۔ اس سے فوری طور پر مرزا طاہر کا منہ ٹیڑھا ہوگیا۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق یہ لقوہ تھا۔ بائیں آنکھ، بازو، ٹانگ اور دیگر اعضاء بری طرح ساکت ہو کر رہ گئے۔ مرزا طاہر کچھ بولنے کی کوشش کرتا مگر مرزا قادیانی کی وحیوں کی طرح کچھ سمجھ میں نہ آتا۔ وہ میز پر پڑی دوائیوں کے ڈھیر کو دیکھتا تو چیخنے لگتا۔ اس دوران وہ دائیں ہاتھ سے اپنی داڑھی کو بری طرح کھینچتا اور یکدم چپ ہو جاتا پھر بے تحاشا ہنستا اور اچانک رونے لگتا۔ کمرے میں لگی مرزا قادیانی کی تصویر کو دیکھتا تو غصے سے اول فول بکنے لگتا۔ اسی اثناء میں ایک عجیب حادثہ یہ ہوا کہ مرزا طاہر کے جسم کے تمام بال گرنا شروع ہو گئے اور آناً فاناً پورا جسم بالوں سے حتیٰ کہ داڑھی اور بھنویں تک صاف ہو گئیں۔ مرزا طاہر کی شکل بگڑ کر اتنی کریہہ اور مکروہ ہوگئی کہ دیکھتے ہوئے متلی آتی تھی۔ اس کے کپڑے بول و براز سے لتھڑے پڑے تھے۔ جو شخص اس کے کپڑے تبدیل کرنے کے لیے آگے بڑھتا، مرزا طاہر غصے سے اس کے منہ پر تھوکتا اور چلاتا۔ ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم نے جسم کو فالج کے مزید اثرات سے بچانے کے لیے سرتوڑ کوشش کی مگر ناکام رہے۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ موت کا فرشتہ سر پر آن کھڑا ہے۔ ڈاکٹروں کے علاوہ موقع پر درجنوں قریبی عزیز اور جماعت کے اعلیٰ عہدیدار اس صورتحال کے عینی شاہد ہیں۔

بقول جناب شفیق مرزا ''اللہ تعالیٰ نے قادیانی امت پر ایسا عذاب نازل کیا ہے کہ اب ان کا ہر قابل ذکر فرد ایسی رسوا کن بیماری سے مرتا ہے کہ اس میں ہر صاحب بصیرت کے لیے سامان عبرت موجود ہے۔ فالج کی بیماری کو خود مرزا قادیانی نے ''دکھ کی مار'' اور ''سخت بلا'' ایسے الفاظ سے یاد کیا ہے اور اب قادیانی امت کی گندی ذہنیت کی وجہ سے یہ بیماری اللہ تبارک و تعالیٰ نے سزا کے طور پر قادیانیوں کے لیے کچھ اس طرح مخصوص کر دی ہے کہ ایک واقف حال قادیانی کا کہنا ہے: ''اب تو حال یہ ہے کہ جو شخص فالج سے نہ مرے، وہ قادیانی ہی نہیں۔'' مرزا محمود احمد نے اپنے باوا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے امت مسلمہ کے اکابر اور جید علماء دین کے وصال پر جشن مسرت منایا اور ان کا یہ دھندا اب تک چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قادیانیت کے گوسالہ سامری مرزا محمود کو ''فالج کا شکار'' بنا کر دس سال تک رہین بستر و بالش کر دیا اور اس عبرت ناک رنگ میں اس کو اعضا و جوارح اور حافظہ سے محروم کر دیا کہ وہ مجنونوں کی طرح سر ہلاتا رہتا تھا اور اس کی ٹانگیں بید لرزاں کا نظارہ پیش کرتی تھیں، گویا وہ ''لایموت فیھا ولایحیی'' کی تصویر تھا، مگر قادیانی مذہبی انڈسٹری کے مالکان اس حالت میں بھی الٹا ''اخبار'' اس کے ہاتھ میں پکڑا کر ''زیارت'' کے نام پر مریدوں سے پیسہ بٹورتے رہے اور پھر سات بجے شام مر جانے والے اس ''مصلح موعود'' کی دو بجے شب تک صفائی ہوتی رہی اور ''سرکاری اعلان'' میں اس کی موت کا وقت دو بج کر دس منٹ بتایا گیا اور اس عرصہ میں اس کی الجھی ہوئی داڑھی کو ہائیڈروجن یا کسی اور چیز سے رنگ کر اسے طلائی کلر دیا گیا اور خط بنایا گیا اور غازہ لگا کر اس کے چہرے پر ''نور'' وارد کیا گیا، تاکہ مریدوں پر اس کی ''اولیائی'' ثابت کی جا سکے۔ حیرت ہے کہ جب کوئی مسلمان دنیاوی زندگی کے دن پورے کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتا ہے تو قادیانی اس کی بیماری کو ''عذاب الٰہی'' قرار دیتے ہیں لیکن ان کے اپنے اکابر ذلیل موت کا شکار بنتے ہیں تو یہ ''ابتلاء'' بن جاتا ہے اور اس کے لیے دلائل دیتے ہوئے قادیانی تمام وہ روایات پیش کرتے ہیں جن کو وہ خود بھی تسلیم نہیں کرتے۔''

چند گھنٹوں بعد دل کا دوسرا اٹیک ہوا۔ جو پہلے کی نسبت زیادہ شدید تھا۔ راز دار درون خانہ کے مطابق یہ کسی ذہنی اذیت کا باعث تھا۔ ذہنی اذیت یقیناً مرزا لقمان کی مرزا طاہر کی چھوٹی بیٹی اور اپنی خوبرو سالی طوبیٰ کے ساتھ وہ اخلاق سوز حرکات تھیں جس کا مقصد مرزا طاہر کو ذہنی ٹارچر اور بلیک میلنگ کرنا تھا جیسا کہ مرزا لقمان وقتاً فوقتاً ایسا کرتا رہتا تھا۔ بہرحال یہ ظاہر ہو گیا کہ 6

اپریل 1902ء ''اپریل والے الہام'' کے مطابق اپریل کے مہینے میں اس کی موت واقع ہوئی۔

لندن میں جہاں اپریل میں بھی سردی ہوتی ہے، مرزا طاہر کی لاش جس کمرہ میں رکھی گئی، وہاں برف اور ایئر کنڈیشنز کا بھی انتظام کیا گیا تا کہ لاش مزید خراب نہ ہو۔ لاش سے شدید بدبو آ رہی تھی جس سے آس پاس کا سارا ماحول متعفن ہوگیا۔ فوری طور پر لاش کی Embalming کروائی گئی یعنی حنوط کیا گیا۔ تقریباً 5 گھنٹے میں یہ مرحلہ طے ہوا۔ اس پراسس میں خون کی نالی میں خاص دوائی دی جاتی ہے جس سے جسم محفوظ رہتا ہے اور گلتا سڑتا نہیں۔ مگر ہزار کوششوں کے باوجود لاش تیزی سے گل سڑ رہی تھی اور سیاہی مائل ہونے کی وجہ سے چہرہ پہچانا نہ جاتا تھا۔ لہٰذا مشاورت ہوئی جس میں رفیق احمد حیات قادیانی امیر یو کے، عطا المجیب راشد، منیر احمد جاوید، ڈاکٹر مسعود الحسن نوری، بشیر احمد، مرزا نصیر احمد، مرزا لقمان احمد، کریم اسد خاں اور سلطان ہارون خان شامل تھے۔ ڈاکٹر مسعود الحسن نوری کی ہدایت پر فوری طور پر رفیق احمد حیات قادیانی امیر یو کے نے ایک تابوت تیار کروایا جس کے اوپر شیشہ لگا ہوا تھا تا کہ لوگ چہرہ دیکھ سکیں۔ مگر چہرہ متغیر ہونے بلکہ خدائی عذاب کی گرفت میں آنے کی وجہ سے فیصلہ ہوا کہ لوگوں کو مرزا طاہر کا چہرہ نہ دکھایا جائے۔ چنانچہ ایک اور تابوت خریدا گیا۔ یہ تابوت ایلومینیم کا تھا جس میں لاش والا تابوت ڈال کر سیل کر دیا گیا۔ بیوقوفی یہ کی گئی کہ بند تابوت بھی دیدار اور زیارت کے لیے رکھا رہنے دیا گیا۔ اس پر چہرہ دیکھنے والے جب کہتے کہ چہرہ دیکھنا ہے تو ان کو کہا جاتا کہ بس تابوت کی زیارت کرتے جاؤ، اور آگے بڑھتے جاؤ۔ یہ منظر ایم ٹی اے چینل پر صاف دیکھا جا رہا تھا۔ چنانچہ انہیں اس بیوقوفی کا احساس ہوا تو ایم ٹی اے پر مزید دیدار بند کر دیا گیا۔ تدفین سے پہلے تابوت کو قبر کے قریب رکھا گیا اور اس پر پلاسٹک شیٹ لپیٹی گئی اور پھر رسیوں کی مدد سے گڑھے میں اتارا گیا۔ اس سے پہلے جتنے بھی قادیانی خلیفے مرے، انہیں دفنانے کے بعد موقع پر موجود ہر قادیانی اظہار عقیدت کے طور پر تھوڑی سی مٹی قبر میں ڈال کر اپنے دل کی پیاس بجھا لیتا تھا، مگر اس دفعہ نیا تماشا یہ ہوا کہ کسی بھی قادیانی کو مرزا طاہر کی قبر پر مٹی ڈالنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ حق ''مغلیہ خاندان'' نے لیڈی ڈیانا کی تدفین کی نقل کرتے ہوئے صرف اپنے خاندان اور چند منظور نظر افراد کو ہی دیا اور دور دراز سے آئے ہوئے غلام بے چارے دیواروں کے اوپر سے وفادار کتے کی طرح حسرت بھری نگاہوں سے اپنے محبوب کی آخری رسومات ادا کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ یہ گویا نئے بادشاہ کا عام

قادیانی کو اپنی اوقات میں رہنے کا پیغام تھا۔ قادیانی جماعت کے ٹی وی چینل ایم ٹی اے نے اس بات کا بہت پروپیگنڈا کیا کہ مرزا طاہر کے جنازے کو حکومت برطانیہ نے خصوصی اہمیت دی، مثلاً ہائی وے بند کر دی، پولیس مہیا کی، ہیلی کاپٹر کا سکواڈ دیا گیا وغیرہ وغیرہ، لیکن ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ حکومت برطانیہ تو بعض مجرموں کو بھی ایسی اہمیت اور اس سے بڑھ کر اعزاز دے چکی ہے، اس کے لیے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کر کے ہر شخص اپنے علم میں اضافہ کر سکتا ہے۔ جرائم کی دنیا کے تین بھائیوں کے جنازوں کے ساتھ مختلف اوقات میں حکومت برطانیہ نے کیسا سلوک کیا، آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ان کے جنازہ کو پولیس، ہیلی کاپٹر سکواڈ اور چھ (6) اضلاع کی پولیس منگوا کر اعزاز سے نوازا گیا، ایک بھائی کے جنازے کا جلوس (9) میل لمبا تھا جس کے لیے حکومت نے خصوصی انتظام کیے تھے'' اگر حکومت جرائم کی دنیا کے لوگوں کو مرزا طاہر سے بڑھ کر اہمیت دے سکتی ہے، تو پھر مرزا طاہر کے جنازے کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

http://www.crimelibrary.com/gangsters_outlaws/

mob_bosses/kray/curtain_17.html?sc

مرزا طاہر کی تدفین جماعتی طور پر کسی فخر کے بجائے انتہائی شرمندگی کا باعث ہے۔ اگر خلیفۂ وقت مرزا قادیانی کے بہشتی مقبرہ میں دفن نہیں ہو سکا تو اس سے رسالہ ''الوصیت'' میں کی گئی مرزا قادیانی کی وہ دعا پوری ہوئی جس میں اس نے لکھ رکھا ہے کہ جو اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لائق نہیں، قدرت اس کے لیے ایسے حالات بنا دے کہ وہ اس میں دفن ہونے سے محروم رہ جائے۔ مرزا طاہر ایک جاہ پرست اور نفس پرست شخص تھا۔ اس نے محض اپنی ذاتی شان و شوکت کے لیے ایک کاروبار چلا رکھا تھا اور ایسے ہی لوگوں کے لیے مرزا قادیانی نے بڑے واضح الفاظ میں رسالہ ''الوصیت'' میں دعا کی ہے کہ ''اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین، یارب العالمین۔'' (رسالہ ''الوصیت'' بحوالہ ''روحانی خزائن'' جلد 20 صفحہ نمبر 317,316)

خیال رہے کہ ''دنیا کی اغراض کی ملونی'' سے بھرے ہوئے مرزا طاہر کو بخوبی علم تھا کہ ربوہ کا ''بہشتی مقبرہ'' حقیقت میں ایک کاروبار ہے۔ اسی لیے اُس نے خود وصیت کی تھی کہ اُسے ربوہ نہ لے جایا جائے۔ ان کی پہلی خواہش یہ تھی کہ ان کو قادیان لے جایا جائے اور دوسری یہ تھی کہ

اسے قادیانی عبادت گاہ فضل لندن کے احاطہ میں دفن کیا جائے۔ اس کی یہ دونوں خواہشیں پوری نہیں ہوئیں۔ اسے لندن کے اسلام آباد میں ایسی جگہ دفن کیا گیا ہے، جہاں بس وہ ہی وہ ہیں۔ مرزا طاہر کی عبرتناک موت دراصل مرزا قادیانی، حکیم نورالدین، مرزا محمود، مرزا ناصر، امت الحفیظ، ظفر اللہ خاں اور ڈاکٹر عبد سام کو قدرت کی طرف سے ملنے والی خدائی مار اور سزا کا تسلسل ہے۔

فاعتبرو یا اولی الابصار

قادیانی شاعر ثاقب زیروی کے مندرجہ ذیل اشعار مرزا طاہر کے عبرتناک انجام پر بڑے موقع کی مناسبت سے منطبق ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا
کیوں خواب طرب سب خاک ہوئے کیوں خون ہوا ارمانوں کا
تاریخ کے سینے میں اب تک ہیں دفن وہ سارے ہنگامے
انسان کے ہاتھوں دنیا میں کیا حال ہوا انسانوں کا
طاقت کے نشے میں چور تھے جو توفیق نظر جن کو نہ ملی
مفہوم نہ سمجھے جو ناداں قدرت کے لکھے فرمانوں کا
پستے ہیں بالآخر وہ اک دن اپنے ہی ستم کی چکی میں
انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا!

نوٹ: اس مضمون کی تیاری کے سلسلہ میں، میں نے تقریباً ایک سال تک قادیانی اخبارات و رسائل، انٹرنیٹ پر قادیانی و اینٹی قادیانی سائٹس، ہسپتال میں لیے گئے مختلف ٹیسٹوں کی رپورٹس، ڈاکٹروں کی ان پر ماہرانہ اور غیر جانبدارانہ آراء و تجاویز و ہدایات، اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں سے براہ راست استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم قادیانی راز داں بھی میرے Contact میں رہا۔ اگر کسی قادیانی کو میرے اس مضمون میں درج کردہ ناقابل یقین اور چشم کشا حقائق و واقعات سے کوئی اختلاف ہو تو وہ میرے خلاف طعن و تشنیع کے بجائے پاکستان کی کسی بھی عدالت سے رجوع کر سکتا ہے تاکہ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ اس کے برعکس اگر کوئی اسلام کا متلاشی سنجیدہ قادیانی حقائق جاننے کے لیے اپنی کسی الجھن کو سلجھن بنانا چاہتا ہے تو میرے ای میل ایڈریس پر رابطہ کر سکتا ہے۔ fatehqadiyaniat@hotmail.com

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟

اے مسلمانو! کیا تم جانتے ہو؟ کہ قادیانی

- خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت سے بغاوت کر کے دنیا میں آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو پھیلا رہے ہیں۔
- اپنے غارت گر قلم سے قرآن وحدیث کا چہرہ مسخ کر رہے ہیں۔
- انبیائے کرامؑ ' امہات المومنینؓ ' اہل بیتؓ ' صحابہ کرامؓ ' اولیائے عظامؒ اور امت محمدیہ کی شان میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کر رہے ہیں۔
- سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر مرتد بنا رہے ہیں۔

اسلام لٹ رہا ہے' قرآن لٹ رہا ہے' صاحب قرآن کی عزت پہ ڈاکے ڈال رہے ہیں

← ان سب کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض اوّلین

← ان سب کی حفاظت ہماری دینی غیرت کا تقاضہ

← ان سب کا تحفظ ہمارے عشق رسولؐ کی صدا

اپنے دامن میں اسی فرض' اسی غیرت اور اسی عشق رسولؐ کی پکار لیے' ایمان پرور' جہاد آفرین اور قادیانیت شکن تحریروں پر مشتمل لٹریچر' خط لکھ کر مفت حاصل کریں اور تحفظ ناموس رسالتؐ و تحفظ ختم نبوت کا عظیم فریضہ سرانجام دے کر شفاعت رسولؐ کے حقدار بنیں۔ آمین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ 874812